جہات　　خودکشیوں کی تشویشناک صورتِ حال

کچھ عرصہ سے مسلسل قومی اخبارات میں خودکشیوں کی خبریں شائع ہو رہی ہیں وطن عزیز میں اشیاء صرف میں روز افزوں ہوشربا گرانی ربے روز گاری 'افلاس 'تنگدستی 'وسائل معیشت اور بنیادی ضروریات زندگی سے محرومی کے باعث آئے دن کوئی نہ کوئی غریب آدمی ان کٹھن اور دلدوز حالات کا مقابلہ کرتے کرتے تھک ہار کر آخر ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ اللہ کریم کی یہ وسیع وعریض زمین اس وسائل سے محروم غریب آدمی پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے یا تنگ کر دی جاتی ہے کہ وہ زمین پر سانس لینے سے سانس سے رشتہ توڑ لینے کو آسان سمجھتا اور یوں روزانہ مر مر کے جینے سے مستقل مر جانے کو ترجیح دیتا ہے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ پھر اس قسم کی اموات میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اتنی خودکشیوں کی ملکی تاریخ میں مثال نہیں ملتی تو غلط نہ ہوگا۔

مان لیتے ہیں ان خودکشیوں میں لوگوں کی بے صبری عدم برداشت اور حالات کا مردانہ وار مقابلہ نہ کرنے کی نفسیاتی واخلاقی کمزوری کا بھی دخل ہوگا۔ تاہم برداشت کی بھی آخر ایک حد ہوتی ہے۔ انسان آخر کہاں تک بھوکا پیاسا رہ سکتا ہے۔" پیٹ نہ پیاں روٹیاں تے سبے گلاں کھوٹیاں" یوں ہی نہیں کہا گیا۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ معروف صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ سے پوچھا گیا کہ حضور کونسا عمل افضل ہے ؟ تو آپ نے فرمایا

الصلوة والخبز ۔(نماز اور روٹی)

سائل کو اس جواب پر تعجب ہوا تو رازدار نبوت حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھایا :

ویحک لولا الخبز ما عبدالله

تجھ پر افسوس !اگر روٹی نہ ہو تو اللہ کریم کی عبادت بھی نہ کی جائے

(المبسوط للسرخسی :۳۰ :۲۶۵ طبع مصر)

یہ عام انسانی نفسیات ہے کہ شدید بھوک اور خالی پیٹ ہونے کی صورت میں آدمی کا ذہن ہی ماؤف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ بھوکے آدمی سے جب ریاضی کا ایک عام اور آسان سا سوال پوچھا گیا کہ ایک اور ایک کتنے ؟ تو اس نے جواب میں کہا :دو روٹیاں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اقتصادی

کشمکش انسان کے ذہن کو کس درجہ انحطاط تک پہنچا دیتی ہے۔ اور اسکے افکار و نظریات میں کتنا تغیر پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ایک اور ایک۔ دو جیسے سیدھے حساب کو صحیح طریقہ سے نہیں جوڑ سکتا غالباً اسی انسانی نفسیات کے پیش نظر نبی کریم ﷺ جیسے صابر و قانع رسول ﷺ نے بھی بھوک سے پناہ مانگتے ہوئے بار گار الٰہی میں عرض کیا تھا۔

اللھم انی اعوذ بک من الجوع فانہ بئس الضجیع

اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ چاھتا ہوں کیونکہ وہ بہت ہی برا ساتھی ہے۔

الف۔ سنن ابی داود :۱: ۲۱۷۔ اصح المطابع کراچی۔

ب۔ سنن نسائی :۲: ۲۷۳ نور محمد کراچی ۔

ج۔ سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب التعوذ من الجوع۔

د۔ طبقات ابن سعد :۱: ۴۰۸۔۴۰۹ طبع بیروت۔

ایک اور موقعہ پر فقر و فاقہ سے پناہ مانگتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے یوں دعا کی۔

اللھم انی اعوذ من الفقر واعوذبک من القلة والذلة

اے اللہ میں فقر و فاقہ اور مال کی قلت اور رسوائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(سنن نسائی :۲: ۲۷۲ نور محمد کراچی)

تعلیم امت کیلئے بھوک اور فقر و فاقہ سے پیغمبر اکرم ﷺ کی یہ دعائیں بلا حکمت نہیں تھیں بلکہ اس لئے تھیں کہ شدید فقر و فاقہ بسااوقات انسان کو کفر کے کنارے تک پہنچا دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے :

کادالفقر ان یکون کفرا

قریب ہے کہ غریبی کفر ہو جائے یعنی انسان کو کفر تک پہنچا دے۔

(یوسف القرضاوی : مشکلات الفقر وکیف عالجھا الاسلام (اردو) ص۱۶ طبع لاہور)

خیر کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی خودکشیوں کو صرف یہ کہہ کر نظر انداز کر دینا کہ یہ بے صبری، عدم برداشت اور حالات کا مردانہ وار مقابلہ نہ کرنے کی طاقت و جرات سے محرومی کا نتیجہ ہیں، صحیح اور قرین قیاس نہیں۔ پھر ان اندوہ گیں اموات سے معاشرے اور حکومت کے کانوں پر جوں تک نہ رینگنا اور متعلقہ حکومتی اداروں کا ٹس سے مس نہ ہونا اس سے بھی زیادہ خطرناک اور قابل افسوس امر ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

یہ صورت حال پورے معاشرے اور حکومت دونوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ شرعاً اخلاقاً قانوناً کسی بھی حوالے سے یہ چیز روا نہیں کہ ایک انسان اتنی بڑی آبادی، اتنے بڑے سرمایہ داروں صنعتکاروں مالداروں اور کھاتے پیتے صاحب حیثیت لوگوں کے درمیان محض غربت اور فقر و فاقہ سے تنگ آکر خودکشی کرلے۔ اس سلسلے میں قرآن و سنت اور اسلام کی کیا ہدایات اور کتنی تاکیدیں ہیں؟ یہ شذرہ ان تفصیلات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تاہم یہاں ایک فیصلہ یا فتوی درج کر دینا ضروری ہے جو امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ و السلام کے سب سے بڑے قاضی اور مفتی کی زبان سے صادر ہوا ہے جنہوں نے براہ راست درسگاہ نبوت میں زانوئے تلمذ تہہ کرتے ہوئے قرآن و سنت کو سیکھا اور جنکی محبت و عقیدت میں ہم نعرے لگاتے نہیں تھکتے، یہ قاضی اور مفتی ہیں باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ۔ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالی نے اہل دولت پر ان کے اموال میں معاشرے کے فقراء و مساکین کی معاشی حاجت کو بدرجہ کفایت پورا کرنا فرض کر دیا ہے۔ پس اگر فقیر لوگ بھوکے ننگے یا معاشی تنگی میں مبتلا ہوں گے تو اس لیے ہوں گے کہ مالداروں نے انکے حق کو روک لیا ہے اور اللہ تعالی نے اپنے ذمہ یہ امر لازم ٹھہرا رکھا ہے کہ بروز قیامت وہ ان کا محاسبہ کرے گا اور فقراء کی اس حق تلفی پر انہیں عذاب دے گا"۔

(ابن حزم المحلی: ۳: ۴۵۵ طبع مصر مسئلہ نمبر ۷۲۵)

اسلام میں درجات معیشت کے اندر بعض تکوینی مصلحتوں کے تحت جنکی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں، فرق ضرور ہے مگر حق معیشت میں اسلام انصاف مواسات ہمدردی اور غمخواری کی تعلیم دیتا ہے اسلام میں یہ بات سخت ناپسند ہے بلکہ کمال ایمان کے منافی ہے کہ امت کے مختلف افراد کے درمیان اتنا معاشی تفاوت پایا جائے کہ کچھ لوگ تو عیش و عشرت کی زندگی گزاریں۔ انکی وافر دولت عیاشیوں فضول خرچیوں اللوں تللوں اور نام و نمود پر خرچ ہو اور دوسری طرف کچھ لوگ بھوک سے مر رہے ہوں۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"وہ شخص مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور اسکا پڑوسی اسکے پہلو میں بھوکا پڑا ہو"۔

(مشکوۃ المصابیح ص ۴۲۴ طبع کراچی)

اس معاملے میں جہاں تک حکومت کی ذمہ داری کا تعلق ہے تو شرعاً حکومت کا اولین اور بنیادی فرض ہے کہ وہ کسی قسم کی تخصیص تمیز اور سودے بازی کے بغیر اپنے ہر شہری کی کم از کم بنیادی ضروریات زندگی کو پورا کرے تاکہ خودکشی کی نوبت ہی نہ آسکے۔ مشہور حنفی فقیہ سید علی زادہ نے امیر حکومت کے فرائض بتاتے ہوئے فرمایاہے۔:

ترجمہ "وہ اپنی مملکت کے اندر کوئی ایسا فقیر نہ چھوڑے جسکو عطا نہ کرے اور کوئی ایسا مقروض نہ چھوڑے جسکی طرف سے قرض کو ادا نہ کردے اور کوئی کمزور نہ چھوڑے مگر یہ کہ اسکی اعانت کرے اور کوئی مظلوم نہ چھوڑے مگر یہ کہ اسکی مدد کرے اور نہ کسی ظالم کو ظلم کرنے دے اور ملک میں کوئی ننگا نہ چھوڑے جسکو پہنانہ دے"۔

(بحوالہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوھاروی :اسلام کا اقتصادی نظام ص ۱۲۹۔۱۳۰ طبع دھلی ۱۹۵۹ء)

حکومت کی ذمہ داری صرف یہاں تک محدود نہیں کہ وہ مملکت کو داخلی اور خارجی حملوں سے محفوظ رکھے بلکہ اسکی ذمہ داری کا دائرہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ایک کنبہ میں باپ کی مانند حکمران وقت بھی اپنی رعایا کے تمام امور کا نگران ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مشہور ارشاد ہے:

"خبردار! تم میں سے ہر ایک آدمی راعی (نگران) ہے اور بروز قیامت اس سے اسکی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ تو لوگوں پر امیر (حکمران) بھی ایک نگران ہے اور اس سے اسکی رعایا کے بارے میں پوچھا جائیگا"۔

(صحیح مسلم مع نووی : ۲ : ۱۲۲ طبع کراچی۔ صحیح بخاری : ۲ : ۹۷۷ طبع کراچی)

اسی اخروی باز پرس کے خوف کے تحت خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا تھا:

"ساحل فرات پر اگر کوئی اونٹ یا بکری بھی بے سہارا (بھوکی) مرجائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ کریم اسکے بارے میں مجھ سے باز پرس فرمائے گا"

(طبقات ابن سعد : ۳ : ۳۰۵ بیروت۔ ابن جوزی : سیرت عمر بن الخطاب ص ۱۶۱ مصر)

خلیفہ راشد فاروق اعظمؓ کا یہ بیان عوام کو خوش کرنے کے لئے محض ایک اخباری یا سیاسی بیان نہیں تھا بلکہ آپ نے اپنے مثالی عہد خلافت میں اس احساس ذمہ داری کو عملی جامہ بھی پہنایا تھا۔ کاش، ہر سال روضہ رسول ﷺ پر حاضری کی سعادت حاصل کرنے والے ہمارے حکمرانوں کو بھی وہاں محو استراحت اس خلیفہ راشد کے اس احساس ذمہ داری کا کچھ حصہ نصیب ہوجائے۔

اتنے نازک اور حساس معاملے کو تادم تحریر نہ تو عوام بالخصوص مخیرّ اور صاحب حیثیت حضرات نے سنجیدگی سے لیا ہے اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی قابل ذکر قدم اٹھایا گیا ہے۔ گویا خود کشی کرنے والے یہ بد نصیب لوگ انسان نہیں کیڑے مکوڑے ہیں جو فقر و فاقہ کے ہاتھوں مُسلے جارہے ہیں۔ ملک میں عام غربت مہنگائی معاشی بد حالی اور اقتصادی بحران کو محض پچھلی حکومت کی غلط اقتصادی منصوبہ بندیوں اور پالیسیوں کا نتیجہ قرار دیکر موجودہ حکومت اپنی اس ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں ہوسکتی۔ درحقیقت یہ صورت حال حکومتی سطح پر وسائل کی کمی کیوجہ سے نہیں بلکہ احساس ذمہ داری اور انسانی ہمدردی و غمخواری کے جذبہ کے فقدان اور حکومتی ترجیحات کے غلط تعین کے باعث ہے۔

ایک آدمی کی حرکت قلب بند ہورہی ہو اور ساتھ ہی اسے انگلی پر زخم بھی آجائے تو ظاہر ہے پہلے اسکے دل کا علاج کیا جاتا ہے۔ اسی طرح حکومتی ترجیحات میں اصولی طور پر پہلے "ضروریات" پر بھرپور توجہ دی جانی چاہئے نہ کہ "تحسینیات" پر۔ جب ضروریات پوری ہوجائیں تو پھر "سہولیات" اور "تحسینیات" کو پورا کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر یہاں تو گنگا ہی الٹی بہہ رہی ہے۔

ہماری حکومت سے گزارش ہے کہ وہ خوفِ خدا اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے افلاس تنگدسی غربت اور بے روزگاری کے باعث ان خودکشیوں کے معاملے کو پوری سنجیدگی سے لے اور ہنگامی بنیادوں پر اس تشویشناک مسئلے سے نمٹنے کا کوئی جامع موثر اور پائیدار حل سوچے۔ ہر شہر ہر قصبہ اور ہر قریہ میں بنیادی ضروریات زندگی سے واقعی محروم لوگوں کا سراغ لگانا حکومت کیلئے کوئی مشکل کام نہیں۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل تر سیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(مدیر مسئول)